Regd No. L. 5256

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱ر

یوم سہ شنبہ — ۲۶ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ ★ ۱۲ نبوت ۱۳۳۴ ہش ★ ۱۳ نومبر ۱۹۵۵ء ★ نمبر ۲۶۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۱ر نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کل ایک بجے دوپہر کے قریب لاہور سے بذریعہ کار ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اچھی ہے" الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازئ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

— ڈاک کی ترسیل میں تاخیر کی وجہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور سیدہ ام مظفر صاحبہ سلمہا الرحمٰن کی صحت کے متعلق آج صبح لاہور سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ جیسا کہ گزشتہ کئی روز کی اطلاعات سے جو الفضل میں شائع ہو رہی ہیں۔ احباب کو علم ہے کہ آجکل حضرت میاں صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ کی طبیعت سخت علیل ہے

احباب صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ٭

سوڈان میں اسمٰعیل الازہری کی کابینہ مستعفی ہوگئی۔

خرطوم ۱۱ر نومبر۔ سوڈان کے وزیراعظم سید اسمٰعیل الازہری مستعفی ہو گئے ہیں۔ گورنر جنرل نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ کل پارلیمنٹ نے بجٹ منظور کرنے کی تجویز ۴۵ ووٹوں کے مقابلہ میں ۴۹ ووٹوں سے مسترد کر دی۔ حکومت کی اس شکست کے بعد سید الازہری کی کابینہ نے استعفیٰ دے دیا۔

واشنگٹن ۱۱ر نومبر۔ امریکہ نے اشارۃً کہا ہے کہ اسرائیل اور عرب کے ممالک میں سے جو بھی جنگ شروع کریگا۔ امریکہ اسکے سخت خلاف ہو جائے گا۔

ضلع سیالکوٹ میں احمدیہ ریلیف کمیٹی وہ پہلی تنظیم تھی جو سیلاب زدگان کی امداد کیلئے میدان میں نکلی

کپڑے دوائیں راشن اور دوسری ضروری اشیاء اسنے تقسیم کیں جنکی مالیت کا اندازہ ۲۰ ہزار روپے ہے

سیلاب کی تباہ کاری اور ریلیف کے انتظامات کے متعلق ایک عینی شاہد کے تاثرات

روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں مقالہ خصوصی کی اشاعت

قربانی و ایثار اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر احمدیہ ریلیف کمیٹی ضلع سیالکوٹ نے سیلاب زدہ علاقوں میں جس انتھک اور بے لوث طریق پر ریلیف کا کام کیا ہے۔ وہ حکام اور پبلک کے دیگر ذمہ دار حضرات کی نگاہ میں اسکے بغیر نہیں رہا۔ جہاں حکام نے ان کی شاندار مساعی کو سراہا وہاں دیگر ذمہ دار حضرات نے بھی ان کی بہت تعریف کی۔ چنانچہ ۱۰ر نومبر ۱۹۵۵ء کے انگریزی روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں ضلع سیالکوٹ کی صورت حال کے متعلق ایک عینی شاہد جناب تصور کرتا پوری کا ایک طویل مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے ضلع سیالکوٹ میں سیلاب کی تباہ کاری کا نقشہ پیش کرنے کے بعد احمدیہ ریلیف کمیٹی کی قابل تحسین امدادی سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں احمدیہ ریلیف کمیٹی ہی وہ پہلی تنظیم تھی۔ جو سیلاب زدگان کی امداد کے لئے میدان میں نکلی۔ اس نے ڈاکٹروں کی زیر سرکردگی مختلف پارٹیاں سیلاب زدہ علاقوں میں روانہ کیں اور قریباً ۲۰ ہزار روپے کی مالیت کا امدادی سامان جس میں کپڑے دوائیں راشن اور دوسری ضروری اشیاء شامل ہیں سیلاب زدگان میں تقسیم کیں نیز اس کے رضاکار اب اجڑے ہوئے خستہ حال دیہاتوں میں مکانات کو از سر نو تعمیر کرنے میں حکومت اور مصیبت زدہ عوام کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ مقالۂ خصوصی کے ان اقتباسات کا ترجمہ جو احمدیہ ریلیف کمیٹی کی امدادی مساعی سے تعلق رکھتے ہیں درج ذیل ہے۔

"عین اس وقت جبکہ خطرہ زوروں پر تھا اور تمام سیاسی اور سماجی تنظیموں نے چپ سادھ رکھی تھی احمدیہ ریلیف کمیٹی معرض وجود میں آئی۔ اور اس نے نہایت بے تابانہ طریق پر ریلیف کا کام شروع کیا۔ ریلیف کمیٹی کے ایک وفد نے ضلع کے ڈپٹی کمشنر شیخ منظور الٰہی صاحب سے ملاقات کی اور سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کو ہر ممکن امداد پہنچانے کے سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کیں۔ اس وقت پولیس اور سول کا دوسرا عملہ ریلیف کے کام میں بیحد مصروف تھا۔ اس کے باوجود کارکنوں کی شدید قلت تھی۔ ڈپٹی کمشنر کے کہنے پر ریلیف کمیٹی کی طرف سے ڈاکٹر صاحبان کی زیر سرکردگی رضاکاروں کے پانچ گروپ سیلاب زدہ علاقوں میں روانہ کیے گئے۔ انہوں نے سیلاب زدگان کے لئے جو کپڑے وغیرہ جمع کئے تھے انہیں متاثرہ دیہات میں تقسیم کیا گیا۔ کپڑے دوائیں راشن اور دوسری اشیاء جو انہوں نے تقسیم کیں۔ ان کی مالیت ۲۰ ہزار روپے تھی اُن تمام دیہی بستیوں کو جو سیلاب کی وجہ سے پانی میں بہ گئی ہیں احمدیہ ریلیف کمیٹی اور مقامی حکام کی طرف سے فراہم کردہ رضاکاروں کی مدد سے از سر نو تعمیر کیا جا رہا ہے۔ کام کی رفتار بہت تیز ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے۔ کہ مکانات بہت جلد مکمل ہو جائیں گے۔ لیکن سیلاب زدہ علاقے کے باشندوں میں خوف اب بھی پایا جاتا ہے۔ اور ان کا احساس یہی ہے کہ وہ حال خطرے کی زد میں ہیں۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۱۰ر نومبر ۱۹۵۵ء)

محترم چوہدری غلام محمد خان صاحبؓ انتقال فرما گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۱۱ر نومبر۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے برادر خورد اور عالمی عدالت انصاف کے جج محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے حقیقی چچا محترم چوہدری غلام محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ ۸ اور ۹ر نومبر ۱۹۵۵ء کی درمیانی شب کو گیارہ بجے کے قریب لائل پور میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۸۵ سال کے قریب تھی۔ آپ موصی تھے۔ نیز آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کا جنازہ لائل پور سے ربوہ لایا گیا۔ کل مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۵۵ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲؍ نومبر ۱۹۵۵ء

اسلامی کردار کی اہمیت

گذشتہ دنوں پاکستان کے وزیراعظم چودھری محمد علی صاحب نے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے قوم کو اس کے ایک اہم اور ضروری فرض کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات مطہرہ کو مشعل راہ بنانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر آج ہم طاقتور نہیں ہیں۔ آج ہم اسلام کو سربلند نہیں کر سکتے۔ تو یہ قصور ہمارا ہے۔ دنیا جب بھی دیکھے گی۔ ہمارے کردار کو دیکھے گی۔ ہم ہزار کہیں کہ اسلام کی تعلیمات بلند ہیں۔ اور اعلیٰ ہیں۔ کوئی ہمارا یقین نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ دیکھیں گے ہمارے عمل کو۔ اسلام جب پھیلا ہے رسول کریمؐ کے زمانہ میں اور خلافت راشدہ میں تو اس وجہ سے کہ جب قوموں نے دیکھا ان کے کردار کو۔ ان کے عمل کو تو وہ دیکھ کر فریفتہ ہوگئیں۔ کہ وہ لوگ جن کا کردار یہ ہے۔ جن کی سیرت یہ ہے۔ جن کی خدا ترسی کا یہ عالم ہے۔ جن کی خیرخواہی کی یہ حالت ہے۔ وہ لوگ ضرور بلند قانون کے حامل ہیں۔

محض ہمارا یہ کہنا کہ نہایت ارفع تعلیم ہمارے پاس ہے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب ہم خود اس تعلیم سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ تو دوسرے کیوں مغز ماریں۔ دوسرے کیوں کاوش کریں۔"

وزیراعظم پاکستان کا یہ بیان مسلمانوں کی ایک ایسی کمزوری اور خامی کی نشاندہی کرتا ہے۔ جو ان کے زوال کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ اور ان کی ترقی کی راہ میں سنگِ گراں بن کر حائل ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جس دن مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو فراموش کر دیا۔ وہی دن ان کے زوال کی ابتداء اور ان کی ذلت و ادبار کی تمہید تھا۔ اسلام کے نشانوں کو پورا کرنے اور اپنی عملی زندگی کو قرآن پاک کی تعلیم کا مظہر بنانے کا جذبہ ہی ان کی ترقی و خوشحالی اور فتح و نصرت کا ضامن تھا۔ جونہی یہ جذبہ کمزور ہونا شروع ہوا۔ ان کی ترقی تنزل میں اور ان کی فتح شکست میں تبدیل ہونی شروع ہوگئی۔

وزیراعظم نے اپنے بیان میں اسلامی تعلیم کو فراموش کرنے کے دو نتیجے بیان کئے ہیں۔ (۱) آج ہم طاقتور نہیں ہیں۔ (۲) آج ہم اسلام کو سربلند نہیں کر سکتے۔ جہاں تک دوسرے نتیجہ کا تعلق ہے۔ وہ تو واضح ہی ہے۔ یعنی یہ کہ جب تک مسلمان اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ دنیا اسلام کی فضیلت کی قائل رہی۔ اور اسلام بحیثیت ایک مذہب کے سربلند ہوتا رہا۔ اور جب مسلمانوں نے ایسا کرنا ترک کر دیا۔ تو اسلام کی سربلندی بھی قائم نہ رہی۔ لیکن وزیراعظم نے جو پہلا نتیجہ ظاہر کیا ہے۔ بظاہر نظر میں یہ کچھ عجیب نظر آتا ہے۔ اور طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب دنیا کی دیگر اقوام اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرکے بلکہ صریحاً اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھی دنیوی اعتبار سے خوب ترقی کر رہی ہیں۔ تو بھلا یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمان جب تک اسلامی تعلیم پر عمل نہ کریں۔ وہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اسی الجھاؤ کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا۔ جو اسلام سے کلیۃً برگشتہ ہو کر مغربی تہذیب و تمدن کی اندھا دھند پیروی کو ہی ترقی کا واحد ذریعہ تصور کرتا ہے۔ اور جو مسلمان مادی ترقی کے لئے اسلامی سیرت و کردار کا مظہر بننا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ بھی کوئی ایسی معقول توجیہہ پیش نہیں کرتے۔ جو اول الذکر طبقہ کو مطمئن کر سکے۔ اور جس سے وہ قائل ہو جائے۔ کہ دیگر اقوام تو اسلام سے برگشتہ رہ کر بلکہ کفر و الحاد کو اپنا کر بھی ترقی کر سکتی ہیں۔ لیکن مسلمان اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ پیش کئے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں نہایت لطیف انداز سے اس سوال کو حل فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ سورۃ الضحیٰ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس میں درحقیقت اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جہاں دوسری اقوام خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ترقی کر جاتی ہیں۔ وہاں تیری قوم سے ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ تیری قوم پر جب بھی ضحیٰ کا دور آئیگا۔ ماودّعک ربّک کے ماتحت آئیگا۔ خدا سے الگ ہو کر دوسری قوموں کی طرح مسلمان کبھی بڑی ترقی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ وہ تمام دوسری اقوام جن میں اللہ تعالیٰ کے انبیاءؑ مبعوث ہوئے تھے جب ان پر روحانی تنزل کا زمانہ آیا۔ تو باوجود اس کے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا ہوا تھا۔ وہ دنیوی لحاظ سے ترقی کر گئیں۔ مگر فرماتا ہے۔ تیری قوم سے ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس پر جب کبھی ضحیٰ کا وقت آئیگا۔ ماودّعک ربّک وما قلیٰ کے ماتحت آئیگا۔ اور جب کبھی اللہ تعالیٰ ان کو دنیوی ترقی نصیب کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی ان کا دین بھی درست ہوگا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ان پر ضحیٰ کا وقت ایسی حالت میں آجائے۔ جب خدا تعالیٰ سے ان کو چھوڑا ہوا ہو۔ یا ان کی دینی اور اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہو۔ عیسائیوں کو دیکھ لو۔ ان پر دنیوی ترقی کا دور بے شک آیا۔ مگر کس وقت؟ جب عملی لحاظ سے عیسائیت بالکل مر چکی تھی۔ تین سو سال کے بعد جب عیسائی روحانی لحاظ سے سخت کمزور ہو چکے تھے۔ اور ان میں حضرت مسیحؑ کی تعلیم کے خلاف کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ اس وقت ان پر دنیوی ضحیٰ کا زمانہ آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تیری امت کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ مسلمانوں پر ضحیٰ کا دور اسی وقت آئے گا۔ جب خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق اپنی بداعمالی کی وجہ سے کٹ چکا ہوگا۔ تو ضحیٰ کا دور بھی ان پر کبھی نہیں آئیگا۔ ضحیٰ کا دور اسی وقت آئیگا۔ جب عملی طور پر وہ خدا سے تعلق رکھ رہے ہونگے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ خلافت راشدہ کا زمانہ جو اسلام کی ترقی کا زمانہ تھا۔ اس وقت یہ دونوں باتیں موجود تھیں۔ ایک طرف روحانیت کا غلبہ موجود تھا۔ اور دوسری طرف دنیوی ضحیٰ کا دور جاری تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں جب تنزل کا دور آیا۔ تو باوجود اس کے کہ مسلمانوں نے ایک ایک کر کے وہ تمام تدابیر اختیار کیں۔ جو مختلف اقوام اپنی ترقی کے لئے اختیار کرتی ہیں۔ پھر بھی وہ ضحیٰ کا دور واپس نہ لا سکے۔ مسلمانوں نے کہا۔ غیر قومیں سود کی وجہ سے ترقی کر گئی ہیں۔ آؤ ہم بھی سود لینا شروع کر دیں۔ تاکہ ہم بھی ترقی کی اس دوڑ میں حصہ لے سکیں۔ انہوں نے سود لیا۔ مگر جہاں دوسری اقوام سود کی وجہ سے ترقی کر گئیں۔ وہاں مسلمان سود لینے کے باوجود تنزل اور ادبار میں گرتے چلے گئے۔ پھر مسلمانوں نے کہا۔ دنیا میں تعلیم سے ترقی ہوتی ہے۔ آؤ ہم بھی تعلیم کی طرف توجہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے بڑے زور سے اپنی تعلیمی حالت کو درست کرنا شروع کر دیا۔ مگر جہاں دوسری اقوام تعلیم کی طرف توجہ کرنے کے نتیجہ میں ترقی کر گئیں۔ وہاں مسلمان تعلیم میں حصہ لینے کے باوجود گرتے چلے گئے۔ پھر مسلمانوں نے کہا۔ تجارت میں حصہ لینے سے ترقی ہوا کرتی ہے۔ آؤ ہم تجارتوں کی طرف توجہ کریں۔ تاکہ ہم غیر قوموں کی طرح دنیا پر غالب آسکیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارتوں کی طرف توجہ کی۔ مگر جہاں دوسری اقوام تجارت سے دنیا پر غالب آگئیں۔ وہاں مسلمان تجارت میں حصہ لینے کے باوجود ذلیل سے ذلیل تر ہوتے چلے گئے۔ غرض مسلمانوں نے اپنا پورا زور اس غرض کے لئے صرف کر دیا۔ کہ وہ کسی طرح ترقی کریں۔ مگر ایک چیز بھی ان کو آگے بڑھانے کا موجب نہ بن سکی۔ حالانکہ یہی وہ چیزیں ہیں۔ جن سے غیر اقوام ترقی کر رہی ہیں۔ پس دنیا میں جس قدر قومیں پائی جاتی ہیں وہ مذہب کو چھوڑنے کے بعد بھی ترقی کر جاتی ہیں۔ مگر مسلمانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنا دیا ہے۔ کہ ان پر ضحیٰ کا دور ہمیشہ ماودّعک ربّک وما قلیٰ کے ماتحت آئے گا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیں۔ اور خدا تعالیٰ ان کو چھوڑ دے۔ اور پھر بھی غیر قوموں کی طرح ترقی کر جائیں۔ اس کی ایک مادی وجہ ہے۔ اور ایک روحانی۔ مادی وجہ تو یہ ہے۔ کہ پہلے مذاہب کی تعلیمات سوائے یہود کے اس طرح کی تفصیلی نہیں جس طرح اسلام کی تعلیم اپنے اندر تفصیل رکھتی ہے۔ اس لئے ان کو چھوڑ کر بھی اقوام ترقی کر جاتی ہیں۔ کیونکہ ذہنی کشمکش کوئی نہیں ہوتی۔ وہ جو حالت بھی اختیار کرتی ہیں۔ اسی کا نام اپنا مذہب رکھ لیتی ہیں۔ جیسے مسیحیت ہے یا ہندومت ہے۔ لیکن اسلام کی تعلیم تفصیلی اور محفوظ ہے۔ اور ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ اسے چھوڑ کر جب بھی مسلمان آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ان کے دماغ میں ایک ذہنی کشمکش شروع ہو جائیگی۔ جو اطمینانِ قلب کو دور کر دیتی ہے۔ اور یا تو مذہب سے دستبردار کروا دیتی ہے۔ یا ترقی سے روک دیتی ہے۔

روحانی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر کسی قوم کو بغیر مذہب کے خدا تعالیٰ ترقی کرنے دے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی ایسا کوڑا نہیں رہتا۔ جو اس قوم کی تنبیہہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کو مذہب کے بغیر بھی دنیوی ترقی دے دی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان قوموں کو چھوڑ چکا تھا۔ مگر فرماتا ہے۔ اے محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم نے چونکہ تجھے کبھی نہیں چھوڑنا اس لئے ہم تیری قوم کو بھی کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور وہ بغیر مذہب کی درستی کے دنیا میں کبھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر ہم مذہب کے بغیر ہی ان کو ترقی دے دیں۔ تو وہ غلطی سے یہ سمجھ لیں گے۔ کہ خدا تعالیٰ ہم سے خوش ہے۔ اور وہ دین سے اور بھی دور جا پڑیں گے۔ اس لئے ہم دین سے غفلت کی حالت میں کبھی ان پر ضحیٰ نہیں لائیں گے۔ بلکہ جب بھی وہ دین سے غافل ہوں گے۔ اور لیل کی حالت ان پر وارد ہوگی۔ ہم انہیں سزا دیں گے۔ کیونکہ اگر ہم سزا نہ دیں۔ تو اس میں ان کی موت ہے۔ پس فرمایا مسلمان جب تک دین پر عمل پیرا رہیں گے۔ ہم ان کے ساتھ رہیں گے۔ اور انہیں دنیوی ترقیات سے بھی حصہ دیں گے۔ مگر جب وہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ ہم بھی ان کو چھوڑ دیں گے۔ اور ان کو ان کی بداعمالی کی سزا دیں گے۔ مگر اس لئے نہیں کہ ان پر موت آئے

(باقی صفحہ ۴ پر)

ذمی کون ہیں اور ان کے حقوق کیا ہیں

ذمی رعایا کے سیاسی حقوق

از مکرم ملک سیف الرحمن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ

گذشتہ سے پیوستہ

اس کے بعد ہم ذمی رعایا کے حقوق کو لیتے ہیں۔ دراصل اس قسم کے سیاسی حقوق کی تعیین کا دارومدار طرزِ حکومت کی نوعیت پر ہے۔ جیسی طرزِ حکومت ہوگی۔ اسی کے مطابق حقوق کی تفاصیل بھی طے ہوں گی۔ اس اعتبار سے اسلام کا ایک نظام وہ ہے جسے خلافت راشدہ یا خلافت علی منہاج النبوۃ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اصولاً یہ ایک خالص مذہبی تنظیم ہے۔ لیکن اگر اس نظام میں سیاست بھی شامل ہو۔ جیسا کہ آغاز اسلام میں ہوا۔ تو پھر مذہبی اقتدار کے ساتھ ساتھ سیاسی اقتدار بھی خلیفۂ وقت کی ذات میں مرتکز ہوگا۔ اور اس وجہ سے خلافت کے لئے منتخب شخصیت سیاسی لحاظ سے بھی خلیفۃ المسلمین کے اعزاز کی حامل ہوگی۔ یہ خلیفہ اپنی مذہبی پوزیشن کی وجہ سے تا زندگی اقتدار کا حقدار سمجھا جائیگا اس میں شک نہیں کہ یہ اقتدار عوام ہی کی طرف سے اس شخص کے سپرد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سپردگی کے بعد عوام کا اصل مقام اطاعت و اخلاص ہے تقابل اور مخالفت نہیں۔ کیونکہ انتخاب کے بعد وہ خلافت کے مشیر تو بن سکتے ہیں۔ لیکن امور مملکت میں انہیں فیصلہ کن حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ خلیفۂ وقت ملکی نظم و نسق کے چلانے کے لئے اپنے افسر خود منتخب کریگا۔ مجلس وزراء کا انتخاب بھی کلی طور پر اسکے اپنے اختیار میں ہوگا۔ رعایا کے کسی قابل فرد کو وہ کیا اختیار دیتا ہے یہ بھی اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہوگا۔ وہ بے شک شریعت کا پابند ہے لیکن شریعت کی تشریح اس کا اپنا کام ہے۔ صرف علماء مشیر ہیں۔ اور عوام مامور ہیں کہ خلیفۂ وقت کی تشریح کو بطور مذہبی سند مانیں اور اسکے فیصلوں کو عملاً مذہب کا ایک اہم حصہ تسلیم کریں۔ ظاہر ہے کہ اس پوزیشن کے لئے کسی غیر مسلم کے انتخاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خلافت راشدہ اور غیر مسلموں کے سیاسی حقوق

لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ خلافت راشدہ میں غیر مسلم کو کوئی سیاسی حق مل ہی نہیں سکتا کیونکہ خلیفۂ وقت کو کامل طور پر یہ اختیار حاصل ہے کہ مملکت کی بہبود کے لئے ذمی رعایا کے کسی قابل فرد کو وہ کوئی انتظامی یا فوجی عہدہ دے۔ یا ان کے دوسرے سیاسی حقوق کی تعیین کرے۔ نہ صرف یہ کہ اس بارہ میں اس پر کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا یہ اقدام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عین مطابق ہوگا۔ جس میں وہ فرماتا ہے۔ جو لوگ تم سے دین و مذہب کی وجہ سے برسرپیکار نہیں۔ ان سے حسن سلوک اور منصفانہ رواداری کا طریق اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف پسند لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ وہ تو تمہیں ان لوگوں سے تعلقات مودت رکھنے سے روکتا ہے۔ جنہوں نے محض دینی اختلاف کی وجہ سے تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا۔ اور جو مسلمان ایسے دشمنوں سے تعلقات محبت رکھیں گے۔ وہ ظالم اور غدار سمجھے جائیں گے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کبھی ایسا ہوا بھی ہے۔ تو یہ ایک بالکل غیر متعلق سوال ہے۔ کیونکہ عمل کا تعلق سراسر حالات سے ہے۔ اگر حالات اجازت دیں۔ تو مذہباً اس میں کوئی روک ٹوک نہیں۔ اور اگر حالات اجازت نہ دیں۔ یا دنیا اس طرز حکومت سے متعارف نہ ہو۔ تو مثال کا نہ ملنا موجب اعتراض نہیں۔ اصل سوال بلحاظ نص ممانعت کا ہے۔ جو کسی لحاظ سے ثابت نہیں۔

خلافت راشدہ کے قیام کے لئے خاص ماحول ضروری ہے

لیکن درحقیقت اس زمانہ میں محض یہ ایک علمی بحث ہے۔ کیونکہ اس قسم کی خلافت راشدہ خاص حالات اور خاص ماحول کے مطابق ہی معرض وجود میں آسکتی ہے۔ اسلام کبھی بھی حقائق کی دنیا سے بے تعلق ہو جانے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا کہ اللہ تعالیٰ وسعت اور طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے۔ جو بات دائرہ اختیار میں نہیں اور ماحول اسے نہیں اپناتا۔ اس کے فوری قیام کی جدوجہد کرنا اپنی طاقتوں کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے ایسے حالات میں اسلام کا یہ حکم کارفرما ہوگا۔ کہ جتنا تم کر سکتے ہو کرو۔ اور باقی کے لئے جائز حدود کے اندر اپنی کوششیں جاری رکھو۔ اور خدا سے مدد کے لئے دعائیں کرتے چلے جاؤ۔ اس کا یہ حکم نہیں کہ اگر پورا نہیں کر سکتے۔ تو ادھورا بھی نہ کرو۔ اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ۔ یا ان ہونی چیزوں کے پیچھے پڑ کر اپنی طاقتوں کو ضائع کرو۔ خلفائے راشدین کے بعد مسلمان علماء کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ حکومتی دائرہ میں بھی خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو۔ لیکن تیرہ سو سال کی اس طویل جدوجہد کا جو نتیجہ ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایسا کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ ایسی خلافت کے لئے صحیح ماحول پیدا کئے بغیر یہ کوششیں کی گئیں۔ خلافت راشدہ کے بعد اس سارے عرصہ میں سوائے حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک بھی ایسا خلیفہ نہیں ہوا۔ جس کی مسلمانوں نے یہ مذہبی پوزیشن تسلیم کی ہو۔ اور اسکے فیصلوں کو بطور مذہبی سند کے مانا ہو۔ یہ تاریخی حقائق بتاتے ہیں کہ مسلمان علماء کی کوششوں نے اس سلسلہ میں غلط سمت اختیار کر لی تھی۔ اور ماحول سے بے نیاز ہو کر انہوں نے کامیابی حاصل کرنے کی جدوجہد کی تھی۔ اس لئے آخر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد اسلام کی اجتماعی قوت دو حصوں میں بٹ گئی۔ مذہبی حصہ علماء کے اقتدار میں تھا۔ اور اس بارہ میں وہی سند تسلیم کئے جاتے تھے۔ سیاسی حصہ پر زیادہ ہوشیار گروہ نے تسلط جما لیا۔ اور اس میں انہوں نے من مانی کی۔ لیکن جب تک دونوں طاقتوں میں تعاون کی روح کارفرما رہی اسلام کی اشاعتی وسعت بھی بڑھتی چلی گئی۔ اور اس میں کوئی خاص روک ٹوک پیدا نہ ہوئی۔ لیکن جب اس تعاون میں بھی رخنے پڑنے لگے۔ تو یہ ترقی بھی رک گئی۔ بہرکیف اب موجودہ حالات میں صرف مذہب کی بنیاد پر یہ اصول طے کرنا کہ فلاں فلاں سیاسی عہدے غیر مسلم اقلیت کو نہ دیئے جائیں۔ اور ان سے جزیہ کے نام سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ درست نہیں ہوگا۔ خصوصاً ایسا ملک جس کی آبادی مشترکہ جدوجہد کی وجہ سے معرض وجود میں آئی ہو۔ اس میں مذہب کے نام پر تفریق اور سیاسی حقوق میں کمی بیشی اسلامی اصول انصاف کے یقیناً خلاف ہوگی اور سیاست کاری کے اصول بھی اس کی تائید نہیں کریں گے

پس موجودہ ماحول میں پاکستان [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم تمام دنیا کیلئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ بنو

"چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو۔ یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آئے۔ تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ۔ اور تمہارے حق میں برے برے الفاظ کہے جائیں۔ تو ہشیار رہو۔ کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنائے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو۔ جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔"

(اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء)

اور جس کی اسلامی اصول تائید کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنے اندر ایسی قابلیتیں پیدا کریں۔ جو انہیں حکومت کرنے کا اہل بنا دیں۔ اگر وہ یہ مقام حاصل کرلیں۔ تو پھر بغیر اس کے کہ آئین میں ایسی کوئی دفعہ شامل کی جائے۔ عملاً تمام کلیدی عہدے خود بخود ملک کے قابل ترین افراد کے لئے ہی مختص ہوں گے۔ اور اس کے لئے مسلمانوں کو کسی لفظی تحفظ کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن اگر مسلمان اکثریت میں ہوتے ہوئے بھی باہمی تفرقہ کی وجہ سے غیر مسلم رعایا کی سازشوں کا شکار ہو جائیں۔ اور ان کے ہاتھوں فروخت ہو کر اپنی زبردست طاقتوں کو بے اثر بنا دیں۔ تو اس میں قصور غیر مسلموں کا نہیں۔ بلکہ خود مسلمانوں کے ان سیاسی اور مذہبی راہنماؤں کا ہے۔ جنہوں نے صرف مذہب کو بدنام کرنا سیکھا ہے۔ مذہب سے کام لینا نہیں سیکھا۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اگر پستی اس حد تک آگئی ہو۔ تو پھر کوئی لفظی تحفظ بھی کسی کو پیش آمدہ تباہی سے نہیں بچا سکتا۔

پھر اگر عقل سے کام لیا جائے۔ اور قوم کو مذہب کی افادیت پر یقین کامل ہو۔ تو مذہب کا نام لئے بغیر آئین و قانون کو سو فی صدی مذہبی بنایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جن سیاسی اصولوں کی اسلام تائید کرتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ انسان کی عقل معتدل ان کی تائید نہ کرے۔ اور غیر مسلم اقوام کم از کم عقل معتدل سے عاری نہیں۔ اس لئے اگر صحیح رنگ میں یہ اصول ان کے سامنے پیش کئے جائیں۔ تو وہ یقیناً ان کی تائید کریں گی۔ اس صورت میں مسلمان ان قواعد کو اسلامی اصول کہیں گے۔ اور غیر مسلم ان کا نام ملکی سلامتی کا بنیادی آئین رکھیں گے۔ الفاظ الگ الگ ہوں گے۔ لیکن حقیقت ایک ہوگی۔

اور اگر حالات کی مجبوری کے اعتبار سے دو قوموں میں تحفظات کی ضرورت ہے، تو پھر یہ کیا لازمی ہے۔ کہ ان تحفظات کو مذہب کا نام لے کر حاصل کیا جائے۔ یہ تحفظات اگر ملکی مصلحت کا تقاضا ہیں۔ تو انہیں خالص سیاسی بنیاد پر بھی بلا جھجک اپنایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ قومیں اپنا آئین مصالح ملکی کے پیش نظر ہی بنایا کرتی ہیں۔ اس لئے اگر مصلحت کا تقاضا ہے۔ کہ غیر مسلم فرقوں پر ان کی وفاداری کے معیار کے مطابق کچھ پابندیاں عائد کی جائیں۔ تو اس کا ہر ملک کو حق ہے۔ لیکن اس کے لئے مذہب کا نام بیچ میں لانا ضروری نہیں۔ بے شک مذہب ملکی مصلحت کے خلاف نہیں۔ لیکن وہ اپنے نام کے بیجا استعمال اور اسے مطلب براری کا ذریعہ بنائے جانے کے سخت خلاف ہے۔

اس کے بعد ہم وضع قانون کے سوال کو لیتے ہیں۔ عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں جو آئین ساز یا قانون ساز ادارے بنتے ہیں۔ وہ خود مختار اور ہر قسم کے آئین کے بنانے میں آزاد ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام اس قسم کی آئین سازی کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کے نزدیک قانون صرف حاکم مطلق یعنی خالق دو جہاں ہی بنا سکتا ہے۔ حکم دینا یا کوئی اصول بنانا اسی کا کام ہے۔ انسان کو نہ یہ حق حاصل ہے۔ اور نہ ہی وہ اپنی قابلیتوں کے اعتبار سے ایسا کر ہی سکتا ہے۔ اس کا علم محدود ہے۔ وہ وقتی خواہشات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور جنبہ داری کا آسانی سے شکار ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسی کمزوریوں کا پتلا وجود اس قسم کا قانون کب بنا سکتا ہے۔ جو عالمگیر بھی ہو اور ہمہ گیر بھی۔ اور اس کے ساتھ سب کے لئے یکساں مفید بھی۔ نیز سب سے اس میں انصاف بھی کیا گیا ہو۔ لیکن درحقیقت یہ ایک محض اصطلاحی الجھن ہے۔ واقعات کی دنیا میں جب ہم آتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دونوں قسم کی مجالس مقننہ کے سامنے اگرچہ کام کا ایک وسیع میدان موجود ہے۔ لیکن کامل اختیارات نہ اس کے پاس ہیں۔ نہ اس کے پاس۔ جمہوری اقوام اپنے آئین و قانون کی ترتیب کے لئے جو مجالس منتخب کرتی ہیں۔ ان کے خود مختار ہونے کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے۔ کہ وہ جو آئین چاہیں۔ بنا ڈالیں۔ خواہ وہ ملک کی تباہی پر ہی منتج کیوں نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ تمام مجالس اپنے اس ماحول کی پابند ہوتی ہیں۔ جس کے اندر ان کی تشکیل ہوئی ہے۔ وہاں کے لوگوں کا تمدن ملک کے مخصوص جغرافیائی حالات۔ باشندوں کے ذہنی رجحانات۔ غرض متعدد امور ان مجالس کی عقلوں کو ایک خاص نہج کے مطابق آئین بنانے کا پابند بناتے ہیں۔ کوئی اسمبلی اپنے ملک کے لئے اس بنا پر آئین نہیں بناتی۔ کہ وہ من کل الوجوہ آزاد ہے۔ اور سلطنت کو تباہ بھی کر سکتی ہے۔ کیونکہ آئین ملک کی حفاظت کے لئے بنائے جاتے ہیں تباہی کے لئے نہیں۔ اسی طرح کسی اسلامی مملکت کی مجلس آئین ساز بے شک قرآنی ہدایات کی پابند ہوگی۔ لیکن جس طرح دنیا کی مجالس مختص ماحول کی پابند ہوتے ہوئے آزاد اور خود مختار ہیں۔ اسی طرح اسلامی ملک کی مجالس قرآنی ہدایات کی پابند ہوتے ہوئے آزاد و خود مختار ہوں گی۔ کیونکہ قرآن کریم کی ساری ہدایات فطرتی ہیں اور انسان کی عقل معتدل ان پر مطمئن ہے۔ اس لئے یہ ہدایات ملک کے باشندوں کے احساس آزادی میں روک نہیں۔ اور آزادی و خود مختاری کی ساری بنیاد ہی اس احساس کے بقا پر ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ قرآن و سنت نے جہانبانی کے اصول بیان کئے ہیں۔ اور تفاصیل کو زمانہ اور ملک کے حالات پر چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے اپنے مخصوص ماحول کے مطابق تفاصیل میں مناسب تبدیلیاں کر لیں۔ اسلامی فقہ میں اسی اصول کی بنا پر یہ قاعدہ وضع کیا گیا ہے۔

لاینکر تغیر الاحکام بتغیر الازمان

یعنی زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

فقہی اختلافات کا یہ سمندر ہمارے اس نظریہ کی صداقت کے لئے ایک ناقابل تردید دلیل ہے۔ کیونکہ اگر تفاصیل کو خود قرآن و سنت نے طے کر دیا تھا۔ تو پھر اس اختلاف کے لئے کونسی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ پس یہ اختلاف پیدا ہی اس لئے ہوا۔ کہ تفاصیل کو شریعت نے خود مسلمانوں کی اجتہادی استعدادوں پر چھوڑ دیا تھا۔ اور بالآخر یہی آزادی متعدد اور بعض اوقات بالکل متضاد قوانین کا منبع بنی۔ الغرض یہ کہنا قطعاً غلط ہے۔ کہ اسلام میں وضع قانون کی کوئی گنجائش نہیں۔ دراصل فرق نقطۂ نظر میں ہے۔ اور ادائے مطلب میں اختلاف ہے۔ کیونکہ دوسری اقوام جب قانون بناتی ہیں۔ تو یہ کہتی ہیں۔ کہ یہ قانون خود انہوں نے بنایا ہے۔ اور اسلامی مجالس جب قانون بنائیں گی، تو کہا جائے گا۔ کہ یہ قانون قرآن کریم کی فلاں نص کی روشنی میں بنایا گیا ہے۔ اس لئے یہ اسلام کا قانون ہے۔ بندوں کا قانون نہیں۔ غور و فکر نے دونوں جگہ کام کیا۔ دونوں صورتوں میں عقل کو کام میں لایا گیا۔ لیکن ایک جگہ عقل شیطان کے قبضہ میں ہے۔ اور مجبور ہونے کے باوجود اپنے آپ کو فرعون قرار دیتی ہے۔ اور دوسری جگہ عقل انسانی سراپا عجز و انکسار بن کر خدائے ذوالجلال کے حضور سربسجود ہے۔ اور رحمان خدا سے صحیح راہنمائی کے لئے دست بدعا ہوتی ہے۔

اس موقع پر اس امر کی تصریح بھی ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کی سلطنت میں غیر مسلموں کو مجالس قانون میں کوئی نمائندگی حاصل ہوگی یا نہیں؟ اس سوال کا جواب سطور بالا میں موجود ہے۔ یعنی جو حصے خالص مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ان کے بارہ میں کسی غیر مسلم سے رائے لینے کے کوئی معنے ہی نہیں۔ لیکن آئین کے جن حصوں کا تعلق عام ملکی امور سے ہے۔ ان کے متعلق آئین کی ترتیب میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ایک غیر مسلم کو بھی نمائندہ منتخب کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام کا آئین عقل معتدل کے دائرہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ آئین اپنی موزونیت کے لئے غیر مسلموں کی تائید حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ بہرحال یہ ساری باتیں حالات اور ملک کی سیاسی پوزیشن سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اسلام اس بارہ میں ملک کے باشندوں کو پوری پوری آزادی دیتا ہے۔ آخر میں ہم پھر اس حقیقت کو دہراتے ہیں۔ کہ اسلام کا نظام حکومت حقیقت پسندی پر مبنی ہے۔ اور اپنے اندر مختلف مدارج رکھتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس زمانے کے مسلمان علماء نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا۔ اور ایسی راہ پر چل پڑے۔ جو اصل منزل سے ہٹ کر جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں غلط فکر سے بچائے۔ اور صحیح راہ پر چلنے کی توفیق دے۔

درخواست دعاء۔ اہلیہ ام چند دنوں سے بیمار ہے۔ احباب سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی التماس ہے۔ خورشید بیگ مرزا اسسٹنٹ ہیڈ کلرک پولیس جھنگ۔

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

بلکہ اس لئے کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پھر تیری طرف واپس آئیں۔ اور تیرے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ گویا دونوں حالتوں میں ہمارا ان کے ساتھ معاملہ محض اس لئے ہوگا۔ کہ وہ تیرے دامن سے وابستہ رہیں۔ اور کبھی ایک آن اور ایک لمحہ کے لئے بھی اسے چھوڑنے کا خیال نہ کریں۔ جب وہ ترقی کریں گے۔ ایسی حالت میں کریں گے۔ کہ تو ان کے ساتھ ہوگا۔ اور جب تو ان کے ساتھ نہیں ہوگا۔ ہم انہیں سرزنش کریں گے تاکہ روشنی اور ضحیٰ والا دور پھر واپس آجائے۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم حصہ دوم صفحہ ۸۴ و ۸۵)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رقم فرمودہ اس مدلل اور بصیرت افروز تشریح سے یہ امر بالکل صاف اور واضح ہو جاتا ہے۔ کہ دوسری اقوام فسق و فجور اور دہریت و الحاد کو اپنا کر بھی کیوں ترقی کر رہی ہیں۔ اور مسلمان کیوں اپنی دینی اصلاح کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ دباقی

(خورشید احمد)

دعائے مغفرت

حسین بی بی صاحبہ اہلیہ سردار غلام حیدر صاحب گڑھی شاہو لاہور ۹ ر نومبر ۱۹۵۵ء بروز بدھ صبح دس بجے ۷۲ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کا جنازہ ۱۰ ر نومبر کو لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی روز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب بلندئ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

پچاس روپے انعام

مکرم میاں سراج الدین صاحب نے پچاس روپے کا نقد انعام اس شخص کے لئے مقرر کیا ہے۔ جو ایک ایسی نظم لکھے جس میں کہ اللہ تعالیٰ اور خدا تعالےٰ کا لفظ اور خدا تعالےٰ کی حمد بیان کی گئی ہو۔ ایسی نظمیں ۳۰ ر نومبر تک دفتر الفضل میں پہنچ جانی چاہئیں۔ (مینیجر الفضل)

یہ جماعت احمدیہ کی ہی مسلسل مساعی کا نتیجہ ہے کہ اب امریکہ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور ہو رہی ہیں

"امریکہ میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ اسلام کی کراچی میں تقریر

کراچی ۵ نومبر مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ امریکہ نے احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کراچی کے زیر اہتمام ایک اجتماع میں "امریکہ میں اسلام" کے موضوع پر ایک دلچسپ اور پر از معلومات تقریر فرمائی۔ مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ [illegible] نذیر احمد صاحب ظفر چیئرمین احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کی تعارفی تقریر کے بعد چوہدری صاحب موصوف کی تقریر شروع ہوئی۔ تقریر کے بعد حاضرین نے کئی ایک سوالات پیش کئے۔ جن کا مکرم چوہدری صاحب نے نہایت تسلی بخش جواب دیا۔

چوہدری صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ گزشتہ صدی سے اسلامی ممالک کے ساتھ امریکہ کی دلچسپیاں بڑھ رہی ہیں۔ اور خاص طور پر پہلی جنگ عظیم کے بعد سے امریکیوں کو عالم اسلام سے گہرا لگاؤ پیدا ہو رہا ہے۔ مگر اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ان کا تصور صلیبی جنگوں کے زمانے کے یورپین مصنفین کی متعصبانہ تحریروں پر مبنی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اسلام کو لوٹ مار اور وحشت و بربریت کا مذہب سمجھتے ہیں۔ لیکن اسلام کے متعلق امریکیوں کے ان غلط نظریات کو عام کروڑ مسلمانوں کے اخلاقی تنزل اور کمزور کردار سے بھی بہت حد تک تقویت ملی ہے۔ اور خود امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ علی الاعلان سود کھانے شراب پینے اور داد عیش دینے میں غیر مسلموں سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ٹیسبرگ میں شامی مسلمانوں نے آج سے قریباً چالیس سال پیشتر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی تھی۔ جو اب بھی "Syrian Mosque" کہلاتی ہے۔ مگر اب اس میں بجائے نمازوں اور دوسری عبادات کے شراب و کباب اور رقص و سرود کی محفلیں جمتی ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف نے واشنگٹن میں اسلامک سنٹر کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ اسلامی حکومتوں نے اس پر ۲۰ لاکھ ڈالر خرچ کئے ہیں۔ مگر اسے صرف اسلامی کلچر کا مرکز بنایا گیا ہے۔ اور یہاں تبلیغ اسلام سے بالکل غفلت برتی جاتی ہے۔

امریکہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک ربع صدی سے وہاں جماعت احمدیہ اپنے مبلغین کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ سب سے پہلے وہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب بحیثیت مبلغ تشریف لے گئے۔ اس وقت سات مبلغین کے ماتحت جماعت احمدیہ کے بیس تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں اور پانچ اہم مقامات پر مساجد قائم کی جا چکی ہیں۔ ایک سہ ماہی انگریزی رسالہ مسلم سن رائز بھی جماعت کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر چالیس کتب امریکہ میں شائع کی جا چکی ہیں۔ اور قرآن مجید کے تراجم لائبریریوں اہم اداروں اور بڑی بڑی شخصیتوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جلسوں میں تقاریر اور غیر مسلموں کی تنقیدی کتب کے جوابات کے ذریعہ بھی اسلام کی صحیح تعلیم امریکیوں پر واضح کی جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی انہی مساعی کے نتیجہ میں اسلام کے متعلق امریکیوں کی رائے میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور بعض امریکی مفکرین کو اب اس بات کا اچھی طرح احساس ہونے لگا ہے کہ اسلام کے متعلق ان کا تصور غلط بنیادوں پر مبنی تھا۔ اور اب وہ لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سمجھنے کی تلقین کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ چند ماہ میں "لائف" میگزین اور "ریڈرز ڈائجسٹ" وغیرہ میں اس قسم کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جن میں خود غیر مسلم علماء نے اسلام کے متعلق امریکیوں کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔

امریکن نومسلموں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم ناصر صاحب نے کہا کہ ان لوگوں نے پورے خلوص اور محبت کے ساتھ اسلام کو اپنایا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر امریکن ماحول میں ایک نیا اسلامی ماحول پیدا کرنے کے لئے پوری پوری جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ لوگ نماز روزے کے پابند ہیں۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور اپنی آمدنیوں میں سے اسلام کی اشاعت و ترقی کے لئے چندے دیتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ کی چھوٹی سی جماعت کا چندہ قریباً ایک لاکھ روپے سالانہ ہے۔

تقریر کے آخر میں فاضل مقرر نے امریکیوں کے خصائل و عادات اور موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے میدان بالکل ہموار ہے اور وہاں اسلام کا مستقبل بہت درخشندہ نظر آ رہا ہے مگر کامیابی کے حصول کے لئے خلوص نیت، کوشش پیہم، قربانی و ایثار دعاؤں اور نیک نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

خاکسار خواجہ سعید احمد
جنرل سکرٹری احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن
کراچی

چندہ تحریک جدید اور انصار اللہ

احباب جماعت کو علم ہو چکا ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آئندہ سال کے لئے چندہ تحریک جدید کے متعلق ۲۱ و ۲۸ اکتوبر ۵۵ء کے خطبات جمعہ میں (جو یکم و ۴ نومبر ۵۵ء کے اخبار الفضل میں علی الترتیب شائع ہو چکے ہیں) تحریک فرمادی ہوئی ہے اور حضور نے جماعت سے توقع کی ہے کہ جماعت اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے پہلے سال کی نسبت کم از کم ڈیوڑھا وعدہ دوگنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کے وعدے لکھنے کی کوشش کریگی وعدے لکھنے کی ذمہ داری امراء مقامی وصولی پر ڈالی ہے۔

حضور کی تحریک پر امیر امراء صاحبان نے اپنی اپنی جگہ پر کوشش شروع کر دی ہوگی۔ لیکن بحیثیت تنظیم انصار اللہ میں بھی اراکین اور زعماء و عہدیداران انصار کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ طبقہ انصار میں آئندہ سال کے چندہ تحریک جدید میں پہلے سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کریں۔

حضرت امیر المومنین کے خطبات جو ارشاد ہوئے ہیں یا آئندہ ہوں۔ انصار کو پڑھ کر سنائے جائیں کیونکہ بعض اراکین انصار ان پڑھ ہوتے ہیں یا کاروباری مصروفیات کی وجہ سے بالخصوص دیہاتوں میں رہنے والوں کو حضور کے خطبات پڑھنے اور سننے کا کم موقع ملتا ہے بالخصوصیت سے ان کی آواز پہنچائی جاوے۔ جو پہلے سے چندہ تحریک جدید میں حصہ لے رہے ہیں یا کسی وجہ سے نہیں لے سکے ان کو پوری طرح ترغیب و تحریض دلائی جاوے کہ وہ اپنے پہلے وعدوں کی نسبت زیادہ کا وعدہ کریں۔ اور جو پہلے اس چندے میں شامل نہیں انکو شامل کیا جاوے۔

الغرض ایسی کوشش ہو کہ طبقہ انصار میں سے کوئی شخص حضور کی آواز پر لبیک کہنے میں پیچھے نہ رہے بحیثیت مجموعی طبقہ انصار کے چندہ تحریک جدید کے وعدے پہلے سال کی نسبت بہت زیادہ ہوں۔ زعماء صاحبان انصار کو چاہیئے کہ احباب میں تنظیم انصار کے ماتحت جو کچھ کوشش کی جائے۔ اپنی رپورٹوں میں تحریک جدید کے چندوں کے متعلق اپنی اپنی مساعی کا ضرور ذکر کرتے رہیں۔ تاکہ ان کی مساعی کا تذکرہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش ہونے والی رپورٹ میں کیا جایا کرے

(قائد انصار اللہ مرکزیہ)

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ

۱۸-۱۹-۲۰ نومبر ۵۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ قائدین کرام اپنی مجلس کے خدام اور اطفال کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے تحریک کریں اور نمائندگان شوریٰ کو چاہیئے کہ وہ بروقت تشریف لے آئیں۔ سالانہ اجتماع کا پروگرام، شوریٰ کا ایجنڈا اور بجٹ جملہ مجالس کو بھجوایا جا چکا ہے چونکہ سردیوں کا موسم ہے اس لئے خدام و اطفال اپنے خیموں کے سامان کے علاوہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

عہدہ داران لجنہ اماء اللہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے ضروری اعلان

جملہ سیکرٹریان مال لجنہ اماء اللہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ لجنہ اماء اللہ کا چندہ لجنہ کی رسید پر وصول کیا کریں اور صدر انجمن احمدیہ کے چندہ جات نظارت بیت المال کی طرف سے طبع شدہ رسید بکوں پر وصول کیا کریں۔ ایسی رسیدات ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو بھجوائی ہوئی ہیں سیکرٹری لجنہ کا فرض ہے کہ مقامی سیکرٹری مال سے رسید بک حاصل کر لیں اور ہر ماہ جو چندہ وصول ہوا کرے مقامی سیکرٹری مال کو ادا کر کے اس کی رسید حاصل کر لیا کریں اور وصول شدہ چندہ کی ایک نقل نظارت ہذا کو بغرض اطلاع بھجوا دیا کریں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

تاجروں اور صناعوں کیلئے مرکز میں کام کرنے کا نادر موقعہ

ربوہ میں صنعتوں وغیرہ کے متعلق پہلے یہ طریق تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کوشش کرتی تھی کہ صنعتوں میں اپنا حصہ رکھے۔ لیکن اب اگر مخلص احمدی صناع یہاں کوئی صنعت شروع کرنا چاہیں تو ان کو اس کی اجازت دی جائے گی بشرطیکہ وہ اپنی صنعت میں نیک آدمی بطور لیبر لگائیں جو اچھے شہری ہوں۔ اس سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ مناسب سہولتیں بھی بہم پہنچائے گی۔ مثلاً کارخانہ کی عمارت وغیرہ کے لئے زمین ربوہ کی قیمتوں کے لحاظ سے نسبتاً سستے داموں دے گی۔ خواہشمند احباب جلد درخواستیں بھجوائیں۔ بلکہ مخلص احباب کا فرض ہے کہ وہ اس طرف فوری توجہ کریں تاکہ ربوہ کی آبادی کی صورت پیدا ہو۔

خصوصاً کپڑا بننے والے لوگ اور مستری جو لیتھوں (lathe) وغیرہ کا کام کرتے ہیں جلد توجہ کریں یہ ثواب کا ثواب ہے اور فائدہ کا فائدہ۔ قادیان میں جن لوگوں نے کارخانے جاری کئے تھے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا تھا۔ احباب اپنی درخواستیں صدر جماعت کی تصدیق اور سفارش کے ساتھ بھجوائیں۔

(قائمقام ناظر امور عامہ ربوہ)

اعلان برائے ٹکٹ سٹیج جلسہ گاہ

جو اصحاب اپنے آپ کو ٹکٹ سٹیج کے مستحق سمجھتے ہوں اپنے نام اور کوائف اپنی جماعت کے صدر یا امیر کی تصدیق سے ۱۵ دسمبر ۵۵ء تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ ضروری نہیں کہ ہر درخواست کنندہ کو ٹکٹ ملے۔ اس بارہ میں ناظر دعوۃ و تبلیغ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔

احباب درخواست دیتے وقت اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ موجودہ حالات اور جگہ کی قلت کے پیش نظر محدود تعداد میں ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

اعلان

احباب کو معلوم ہوگا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمانان کے لئے پرالی کا ہونا ازبس ضروری ہے تاکہ وہ (چونکہ سردی کے ایام ہوتے ہیں) سردی سے محفوظ رہ سکیں۔ لہٰذا تمام ان جماعتہائے احمدیہ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ جن کے علاقوں میں فصل چاول کاشت ہوتی ہے اور پرالی میسر آسکتی ہے وہ پرالی بطور عطیہ زیادہ سے زیادہ دے کر ممنون فرمائیں۔ تفاصیل کے لئے افسر جلسہ سالانہ کو خطاب کریں۔

(افسر جلسہ سالانہ ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب دو ۲ ماہ سے کم عرصہ رہ گیا ہے لہٰذا تمام احباب سے گذارش ہے کہ اپنا چندہ جلسہ سالانہ ان دو مہینوں میں ادا کر دیں۔ عہدیداروں کو بھی اب اس چندہ کی وصولی کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

کارخانہ کھانڈ کے قریب کاشت کماد کیلئے بہترین رقبہ

حکومت نے ضلع مظفر گڑھ میں کھانڈ بنانے کا ایک عظیم الشان کارخانہ تعمیر کیا ہے۔ کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے نواحی علاقہ میں کماد کی فصل بہت کامیاب ہے۔ ہم نے جس زمین کو فروخت کرنے کا اعلان کیا ہے اس میں سے ۱۳۶ ایکڑ متصل جنڈی کا رقبہ اسی حلقہ میں واقعہ ہے کارخانہ سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ اس سے ملحقہ پرانا رقبہ ہے جس میں پہلے ہی کنوؤں پر کاشت ہو رہی تھی۔ زمین ہموار ہے اور ہم نے کاشت شروع کر دی ہوئی ہے۔ نہر کا پانی اچھا ہے۔ زمین پانی شیریں ہے شہر قریب ہے اچھی زمین خریدنے کے خواہشمندوں کے لئے یہ نادر موقع ہے۔ چونکہ اس رقبہ کی بہت مانگ ہے اور ہم بھی بہت جلد بیچ دینا چاہتے ہیں اس لئے خواہشمند احباب اس بارہ میں معلومات کے لئے جلد لکھیں یا ملیں۔

وکیل الزراعت تحریک جدید ربوہ

انیس ۱۹ سالہ بقایا کی مہلت بذریعہ تار

مکرمی مولوی محمد علی صاحب آف محلہ دارالرحمت قادیان جو خود اپنے انیس سال پورے ادا کر چکے ہیں۔ بہت ضعیف اور کمزور ہیں۔ ان کی عمر کا تقاضا یہی ہے . . . . بڑی مشکل سے دفتر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا میرے لڑکے محمد تقی نے اپنا تحریک جدید کا چندہ ادا کر دیا؟ مجھے اس کا فکر اس لئے ہے۔ اس کی آمد کے ذرائع تو اس حد تک ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مگر میری اور اس کی خواہش ہے کہ تحریک جدید کا چندہ خواہ تنگی ہی کیوں نہ ہو ادا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء پورا ہونے والا ہے جو یہ ہے کہ اسلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ اس لئے یہ چندہ بھی ادا ہونا ازبس ضروری ہے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ آپ کے لڑکے نے کچھ بقایا تو منی آرڈر کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ باقی عنقریب بھیج کر انیس سال پورے کر دوں گا انشاء اللہ۔ مولوی صاحب نے کہا۔ الحمد للہ! اس پر وہ بخوشی تشریف لے گئے۔

مشرقی پاکستان سے ابھی ایک تار موصول ہے کہ آپ کی بقایا کی چٹھی مل گئی ہے مجھے ایک ماہ کی مہلت دیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنا انیس سالہ بقایا ۷۰ روپے ضرور ادا کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان کو مہلت دی گئی ہے۔۔۔ اور بھی کئی احباب ہیں جو اس طرح کسی نے ایک ماہ کی کسی نے دو ماہ مہلت لی ہے مہلت لینے والے احباب زیادہ سے زیادہ جلسہ سالانہ ۵۵ء تک اپنے بقائے ادا کر دیں۔ جن کا بقایا جلسہ سالانہ ۵۵ء تک ادا ہو جائے گا ان کا نام انیس ۱۹ سالہ فہرست میں انشاء اللہ العزیز درج ہو جائیگا۔ جو اس آخری مہلت تک بھی ادا نہ کریں گے۔ ان کا نام بقایا داروں کی فہرست میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیش کر کے لسٹ سے کاٹ دیا جائے گا۔ پس بقایا دار احباب بہ توجہ تمام ہوشیار اور بیدار ہو کر اپنا حساب صاف کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کی قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی کا جنازہ غائب پڑھا اور مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی۔

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی سابق مبلغ امریکہ و ایڈیٹر حال رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی وفات پر دلی رنج و اندوہ کا اظہار کرتی ہے ان کی ساری زندگی مخلصانہ طور پر خدمات سلسلہ میں گذری ہے۔ اس لئے ان کی جدائی کو قومی صدمہ یقین کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ مولا کریم انہیں جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ اور ان کے اعزہ واقارب کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو آمین

(عبدالرحمٰن جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ)

لیبیا

لیبیا کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ کل یہاں ایک شاہی فرمان کے ذریعہ لیبیا کی پارلیمنٹ کو توڑ دیا گیا ہے۔ اور آئندہ انتخابات کے لئے ۷ ؍ جنوری ۵۷ء کی تاریخ کا تعین کیا گیا ہے اور اس سال ۲۱ ؍ جنوری کو نئی پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ہوگا ـــــ

لیبیا شمالی افریقہ میں واقع ہے اس کا رقبہ چھ لاکھ چھہتر ہزار مربع میل ہے اور آبادی آٹھ لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے جس میں پانچ لاکھ عرب۔ تین لاکھ زنگی اور پچاس ہزار یورپی ہیں۔ جن میں زیادہ تعداد اٹلی سے تعلق رکھنے والوں کی ہے۔ لیبیا کے بڑے شہر دو ہیں۔ ٹریپولی اور بن غازی۔ لیبیا کا علاقہ زیادہ تر غیر آباد اور صحرا ہے اور صرف سترہ ہزار مربع میل علاقہ سرسبز ہے۔ لیبیا کی عرب آبادی زیادہ تر خانہ بدوش ہے جو تمام سال سرسبز مقامات کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتی رہتی ہے۔ ساحل کے قریب علاقوں کی آبادی کا ذریعہ معاش زیادہ تر اسفنج کا شکار ہے۔ جس میں ان دنوں جدید آلات کا استعمال بھی کیا جا رہا ہے۔

سولہویں صدی میں لیبیا ترکی کے زیر نگیں تھا۔ ۱۷۱۱ء میں الجزائر کے جنیسری قبیلے کے ایک شخص نے اس پر قبضہ کیا اور ۱۸۳۵ء میں یہ پھر سے ترکی کے قبضے میں آگیا۔ انیسویں صدی کے نصف میں محمد علی السنوسی نے یہاں ایک مذہبی تحریک کا آغاز کیا۔ علی السنوسی الجزائر سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تحریک آگے چل کر ایک سیاسی تحریک میں بدل گئی۔ اور اس نے لیبیا کے مشرقی نصف حصہ پر قبضہ کر لیا۔

۱۹۱۱ء میں اٹلی نے لیبیا کو فتح کر لیا اور پہلی جنگ عظیم میں سنوسی نے جو ترکوں کے حامی تھے اٹلی کے خلاف جنگ کی۔ ۱۹۲۰ء میں اٹلی نے لیبیا کو حکومت خود اختیاری دے دی اور شیخ سنوسی کو مشرقی لیبیا کا امیر تسلیم کیا گیا۔ ۱۹۲۳ء میں شیخ سنوسی مغربی لیبیا کے بھی امیر بنا دیئے گئے۔

دوسری جنگ عظیم میں سنوسی نے اٹلی کے خلاف برطانیہ کو امداد دی، اور اس کے عوض برطانیہ نے وعدہ کیا کہ لیبیا سے اٹلی کی حکومت ختم کر کے اسے شیخ سنوسی کے سپرد کر دیا جائے گا جو اس وقت اٹلی سے جھڑپوں کے بعد مصر میں پناہ گزین تھے۔ شیخ ادریس کے زیر قیادت لیبیا کے اتحاد اور آزادی کا مطالبہ شروع ہوا۔ ٹریپولی کے کچھ علاقوں سے اس مطالبہ کی حمایت ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں کی آبادی نے ٹریپولی کے علاقے کی علیحدہ خود مختاری کا مطالبہ بھی کیا۔

جون ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے امیر ادریس کو داخلی حکمران کی حیثیت سے تسلیم کر لیا۔ اور اسی سال اگست میں امیر ادریس متحدہ لیبیا کے امیر بن گئے اس کے بعد تمام سیاسی جماعتوں نے لیبیا کی مکمل آزادی کا پرزور مطالبہ شروع کیا اور ۲۱ ؍ نومبر ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ کی اسمبلی نے فیصلہ کیا کہ یکم جنوری ۱۹۵۲ء میں لیبیا کو مکمل آزادی دے دی جائے گی۔ (نوائے وقت)

طیارے کے حادثہ میں تین ہلاک

ٹیکساس ۱۰ نومبر۔ کل رات ٹیکساس کے قریب ایک امریکی طیارہ حادثہ کا شکار ہو گیا۔ اس طیارے میں تین ہواباز سوار تھے یہ تینوں ہلاک ہو گئے اور ان کی نعشوں کا بھی پتہ نہیں چلا۔ طیارہ ٹیکساس کے فضائی مستقر سے پرواز کر کے تھوڑی دیر بعد فضا میں پھٹ گیا اور اس کے چار ٹکڑے ہو گئے۔

۸۰ قوم پرست ہلاک

الجزائر ۱۰ نومبر۔ مغربی الجزائر میں فرانسیسی فوج کے بھاری توپ خانہ نے قوم پرستوں کے ایک گاؤں پر گولہ باری کی جس سے ۸۰ قوم پرست ہلاک ہو گئے۔ فرانسیسی فوجیوں نے چھ سو کے قریب قوم پرستوں کو گرفتار کر لیا۔ قوم پرستوں کے خلاف گذشتہ ہفتہ میں فرانسیسی فوجوں کا یہ سب سے بڑا حملہ تھا۔ اس جھڑپ میں چھ فرانسیسی فوجی ہلاک ہو گئے۔

پاکستان کو نمائندہ نامزد کرنے کی دعوت

کراچی ۱۰ نومبر۔ حکومت سوڈان نے پاکستان کو دعوت دی ہے کہ وہ سوڈان میں رائے شماری کی نگرانی کے لئے اپنے نمائندہ کا نام تجویز کرے۔ اس سے پہلے مصر کی طرف سے بھی اسی قسم کی ایک دعوت موصول ہو چکی ہے۔

فرانس سے تونس کے تعلقات کی نوعیت

نو دستور پارٹی کے لیڈروں میں شدید اختلاف

تونس ۱۰ ؍ نومبر۔ فرانس اور تونس کے مستقبل کے تعلقات کی نوعیت پر تونس کی ممتاز قوم پرست پارٹی نو دستور کے دو ممتاز رہنماؤں صلاح بن یوسف اور حبیب بورقیبہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔

یاد رہے دو ماہ قبل تونس کو فرانس نے داخلی خود مختاری دے دی تھی اور موجودہ موسم خزاں میں اس کی توثیق کر دی گئی تھی۔ نو دستور پارٹی کا اجلاس ۱۵ ؍ نومبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ پارٹی بیس سال قبل قائم کی گئی تھی۔ اور اس کا مقصد تونس کے لئے آزادی حاصل کرنا تھا۔ ۵۲ سالہ حبیب بورقیبہ پارٹی کے صدر اور صلاح بن سالم اس کے سیکرٹری ہیں اور یہ دونوں تین سال کی جلاوطنی کے بعد حال ہی میں تونس واپس آئے ہیں۔

بورقیبہ کو فرانس کے ہاتھوں مجموعی طور پر دس سال کی قید اور جلاوطنی جھیلنا پڑی ہے لیکن انہوں نے فرانس سے بات چیت میں نمایاں حصہ لیا اور انہی کی ساعی سے ۲۰ ؍ اگست کو داخلی خود مختاری کے سمجھوتے پر دستخط ہو گئے۔ اس کے تحت تونس کو جو ۷۴ سال سے فرانس کے زیر حفاظت تھا۔ داخلی نظم و نسق کے اختیارات مل گئے ہیں۔ لیکن اس کی فوجوں اور بیرونی ممالک سے اس کی تجارت اور تعلقات پر اب بھی فرانس کا کنٹرول ہے۔

بورقیبہ کا کہنا ہے کہ داخلی خود مختاری صرف ایک سنگ میل ہے۔ میں ابھی اپنے ہم وطنوں کی آزادی کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن اس کا وقت آتے ہی میں فرانس سے کہوں گا۔ کہ وہ اپنے اقدام کی تکمیل کر دے۔

بن یوسف کا موقف

صلاح بن یوسف ستمبر میں قاہرہ سے تونس واپس آئے تھے۔ جہاں انہوں نے شمالی افریقہ کے محاذ آزادی کے اجلاس کی صدارت کی تھی۔ اور جس میں زور دیا گیا تھا۔ کہ الجزائر مراکش اور تونس سے تمام فرانسیسیوں کو نکال دیا جائے۔

گذشتہ موسم سرما میں خود مختاری کی بات چیت ختم ہونے پر بن یوسف نے قاہرہ سے اعلان کیا کہ وہ معاہدے کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے کیونکہ فرانس نے تونس میں ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر دی ہے۔

ان دونوں لیڈروں کے اختلافات اس وقت منظر عام پر آ گئے۔ جب بن یوسف نے عرب لیگ سے درخواست کی کہ وہ خود مختاری کے معاہدے کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرے۔ بورقیبہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ بن یوسف کو پارٹی سے نکلوا دیا۔ دو دن بعد شمالی افریقہ کے محاذ آزادی نے استقلال پارٹی سے بورقیبہ اور اس کے ساتھیوں کو نکال دیا۔

اب دونوں لیڈر اپنے اخراج کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ جس پر ۱۵ ؍ نومبر کو قومی کانگرس میں غور کیا جائے گا۔

عرب اور یمن میں دفاعی معاہدہ

قاہرہ ۱۰ ؍ نومبر

لندن کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ سعودی عرب کا ایک وفد یمن کے دارالحکومت صنعاء پہنچ گیا ہے۔ جہاں یمن اور سعودی عرب کے درمیان ایک فوجی معاہدے کی تکمیل پر بات چیت ہوگی۔

امریکہ اور برطانیہ چندہ نہیں دینگے

نیویارک ۱۰ ؍ نومبر۔ امریکہ اور برطانیہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ پسماندہ ممالک کی اقتصادی ترقی کے لئے اقوام متحدہ کے خاص فنڈ میں چندہ دینے سے پیشتر عالمی تخفیف اسلحہ کا انتظار کریں گے۔ فنڈ کے لئے ان دونوں ممالک سے بیشتر رقم ملنے کی توقع ہے۔

پاکستانی صحافیوں کا وفد

بغداد جائے گا

کراچی ۱۰ نومبر۔ پاکستان کے دس صحافیوں پر مشتمل ایک وفد نومبر کے تیسرے ہفتہ میں حکومت عراق کی دعوت پر بغداد جا رہا ہے۔ وفد کی قیادت "ٹائمز آف کراچی" کے ایڈیٹر زیڈ اے سلہری کریں گے۔

● کراچی ۱۰ ؍ نومبر گورنر جنرل پاکستان میجر جنرل سکندر مرزا نے کل کراچی کو سوئی سے گیس پہنچانے والی پائپ لائن کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ صنعتی اداروں میں سوئی گیس کے استعمال کی بدولت پہلے سال دو کروڑ روپے کی مالیت کے غیر ملکی زر مبادلہ کی بچت ہوگی۔ جب گیس کی بہم رسانی عروج پر پہنچے گی تو ہر سال چھ کروڑ روپیہ کی مالیت کا زرمبادلہ بچایا جا سکے گا۔

ضلع شیخوپورہ کے سیلاب زدہ علاقوں میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے ریلیف کا کام پوری سرگرمی سے جاری ہے

دو افتادہ دیہی بستیوں میں منظم طریق اور وسیع پیمانے پر ادویہ کی تقسیم ۔ تحصیل ننکانہ میں ایک نئے ریلیف سنٹر کا قیام

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی ریلیف پارٹیاں ضلع شیخوپورہ کے سیلاب زدہ علاقوں میں تاحال امدادی کام پوری سرگرمی کے ساتھ سرانجام دے رہی ہیں۔ ضلع کے مختلف علاقوں میں ربوہ سے گئے ہوئے خدام نے طبی امداد کے مرکز قائم کر رکھے ہیں اور وہ روزانہ میلوں میل کے علاقے میں گھوم گھوم کر مریضوں کو ادویہ بہم پہنچا رہے ہیں۔ چونکہ نئی فصلیں بونے کا موسم شروع ہو چکا ہے اور لوگ ملیریا پیچش اور خارش وغیرہ امراض میں مبتلا ہونے کے باعث کام کرنے سے معذور ہیں۔ اس لئے خدام نے اپنی تمام تر توجہ دیہی بستیوں میں طبی امداد بہم پہنچانے پر مرکوز کر دی ہے۔ سارے علاقہ میں خدام کی اس بروقت امداد کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ خدام نے اب چک حیدر آباد تحصیل ننکانہ میں ایک نیا ریلیف سنٹر قائم کیا ہے۔ احمدیہ ریلیف سنٹر ضلع شیخوپورہ کے نئے انچارج مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب مبلغ مرکز کی طرف سے ریلیف کے کام کے متعلق جو تازہ رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ درج ذیل ہے۔

منڈھیالی

منڈھیالی کیمپ برلب سڑک شیخوپورہ لاہور کے وسط میں (دونوں شہروں سے بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ہے) موزوں جگہ پر قائم ہے اس کیمپ میں مندرجہ ذیل گاؤں شامل ہیں۔ (۱) منڈھیالی (۲) جج کا ڈیرہ عظیم (۳) جج کا ڈیرہ رشید (۴) ٹھٹھہ قریشیاں (۵) موسن پورہ (۶) ملو کھوکھر (۷) بھٹیاں والا (۸) ڈیرہ اکبر شاہ (۹) پنڈی داس (۱۱) ڈیرہ جنگڑواں۔

پیدل سفر

ان سب دیہات میں رضاکار خدام نے نہایت مستعدی سے روزانہ گاؤں بہ گاؤں گھوم کر کام کیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں تقریباً ۱۴۰ میل کا پیادہ سفر کیا گیا اور گاؤں کے ہر گھر میں بیمار افراد کو مناسب ادویہ تقسیم کی گئیں اور ۲۸۲ مریضوں سے مل کر تسلی بخش علاج کیا گیا۔

نقصان کا اندازہ

یکم نومبر کو خدام کی تین پارٹیوں نے مندرجہ بالا دیہات کے جانی و مالی نقصان اور وبائی امراض میں مبتلا افراد کے اعداد و شمار جمع کئے۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں ایک مکمل نقشہ تیار کیا گیا جو آئندہ کے لئے ایک بہترین رہنما ثابت ہو سکتا ہے۔

تقسیم ادویہ

ان دو دنوں میں ۲۸۲ افراد کو طبی امداد دی گئی ان دیہات میں مندرجہ ذیل وبائی امراض عام پائے جاتے ہیں۔ پیچش، آشوب چشم، خارش، بخار ملیریا، جوڑوں کی دردیں۔

مریضوں کی حالت علاج سے پہلے بہت خراب تھی۔ ان میں سے بعض مریض مناسب علاج میسر نہ آنے کے باعث عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے رضاکار خدام نے ان کی حالت کا جائزہ لے کر جہاں خورد و نوش کے متعلق ہدایات دیں وہاں مناسب حال دوائیں فراہم کر کے ان کی مدد کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان علاقوں میں ہماری طبی پارٹیوں کی بہت شہرت ہے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ مریض خود بخود میلوں کا سفر طے کر کے ہمارے کیمپ میں آ کر ادویہ کے طالب ہوتے ہیں

پارچات کی تقسیم

عنقریب ربوہ کی طرف سے کافی تعداد میں کپڑے پہنچنے کی امید ہے۔ اس لئے ان مواضعات کے مستحقین کی فہرستیں مکمل کی جا رہی ہیں کچھ موجود کپڑے جو ان دونوں دو بستیوں سے اکٹھے ہوئے وہ تقسیم کئے جا چکے ہیں

غرباء کو کھانا کھلایا گیا

چونکہ یہ کیمپ برلب سڑک واقع ہے اس لئے سیلاب کے ستائے ہوئے مسافر جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا ہمارے کیمپ میں آ جاتے ہیں۔ ان دو دنوں میں آٹھ ایسے مسافروں کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ مسافر سائیکل سواروں کو سائیکل مرمت میں بھی مدد دی گئی۔ دواخانہ نور الدین لاہور کی طرف سے بعض مفید ادویہ کیمپ کو پہنچی ہیں جو مریضوں کے علاج میں استعمال کی جا رہی ہیں

قلعہ ستار شاہ

خدام ربوہ کا دوسرا امدادی کیمپ قلعہ ستار شاہ میں ریلوے اسٹیشن سے بالکل متصل واقع ہے۔ اس کیمپ میں مندرجہ ذیل گاؤں شامل ہیں:

۱۔ قلعہ ستار شاہ خورد و کلاں (۲) کوٹ پنڈی داس (۳) من کالر (۵) ڈیرہ عنایت سران (۶) ڈیرہ جلال سنز محمود (۷) ڈیرہ چوہدری قادر بخش (۸) ڈیرہ نذیر احمد (۹) ڈیرہ نذر احمد (۱۰) ڈیرہ عنایت سران (۱۱) ڈیرہ انگلاں والا

ان مواضع میں خدام کی پارٹیاں جا کر مریضوں کی تیمارداری کرتی رہیں۔ اور ان کو مناسب ادویہ کی بہم رسانی میں مدد دیتی رہیں۔ ایک فوجی کی اہلیہ خطرناک طور پر بیمار تھیں۔ مریضہ کو طبی امداد بہم پہنچانے میں فوجی کی پوری پوری مدد کی گئی۔ جس کا نتیجہ خدا کے فضل سے کافی تسلی بخش رہا۔ پندرہ کس کو کونین کے ٹیکے لگائے گئے۔

چک حیدر آباد تحصیل ننکانہ

محمد سلطان اکبر صاحب سیکرٹری ریلیف سنٹر چک حیدر آباد تحصیل ننکانہ ریلیف کے کام سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ ارسال فرماتے ہوئے اطلاع دیتے ہیں کہ

ضلع شیخوپورہ کے قریبی علاقے میں کام مکمل ہو جانے پر چک حیدر آباد تحصیل ننکانہ میں ۸ نومبر کو ریلیف کیمپ قائم کیا گیا۔ چنانچہ مبلغ انچارج مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب کی قیادت میں پندرہ خدام کی ایک جماعت نے وہاں پہنچ کر ۱۰ نومبر سے کام شروع کر دیا ہے۔ ان خدام کا قیام خان محمد شریف صاحب کی کوٹھی پر ہے۔ جو خدام کے ساتھ ہر طرح تعاون فرما رہے ہیں۔ (باقی)

محترم چوہدری غلام محمد خان صاحب کی وفات

بقیہ صفحہ اول

بعدہ آپ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ بہت سے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت مقبرہ بہشتی تک جنازہ کے ہمراہ گئے۔ اور تدفین مکمل ہونے تک وہیں ٹھہرے رہے۔ مکرم مولوی فضل دین صاحب وکیل نے قبر پر دعا کرائی۔

ادارہ الفضل اس صدمہ پر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور آپ کے جملہ افراد خاندان کی خدمت میں دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ محترم چوہدری غلام محمد خان صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ دیگر احباب جماعت بھی بلندی درجات اور اعلیٰ مقام کے لئے دعا فرمائیں۔